افتتاحی تقریر

ڈاکٹر گوپال ریڈی - فینانس منسٹر آندھرا پردیش

بتقریب افتتاح بزم اردو جامعہ عثمانیہ

(بتاریخ ۹ ؍ اکتوبر سنہ ۱۹۵۷ء)

مطبوعہ انتخاب پریس نظام شاہی روڈ
حیدرآباد

جنابِ صدر۔ اور پیارے بھائیو۔ جامعہ عثمانیہ کے اردو کے طلباء نے مجھے یہاں بلایا ہے۔ اور اپنی انجمن کا افتتاح کرنے کا حکم دیا ہے۔ یہ بھی ان کا حکم ہے کہ میں افتتاحی تقریر اردو ہی میں کروں۔ مجھے پتہ نہیں یہ بات فخر کی ہے یا افسوس کی۔ جن لوگوں کی مادری زبان اردو ہے اور جن کی پرورش اردو کی آب و ہوا میں ہوئی ہے۔ ان کے سامنے اردو میں بولنے کی کوشش، ایک مشکل کوشش ہے۔ مگر میں کیا کروں۔ حکم ہے۔ مجھے اردو ہی میں بولنا پڑے گا۔ یہ جمہوریت کا زمانہ ہے۔ اور عام لوگ جو چاہتے ہیں وہی ارکانِ حکومت کو کرنا پڑتا ہے۔ وزیر لوگ بیچارے اپنے ارادوں کے مطابق کچھ نہیں کرسکتے۔ آزاد ہند میں صرف وزراء آزاد نہیں۔

میں پہلی دفعہ اردو میں مخاطب کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ میری تقریر میں بہت سی غلطیاں ہوں گی۔ مگر میں ان غلطیوں کو معاف کرنے کی التجا نہیں کروں گا۔ جب بچہ بولنا شروع کرتا ہے تو اپنی ٹوٹی پھوٹی بولی کے لیے ماں سے معافی نہیں مانگتا۔ میں بھی اردو کی آغوش میں ایک بچہ ہوں۔ اردو چاہے تو ہنسے یا دل چاہے تو پیار کرے

۱۸۰۸۴

معافی کا سوال پیدا ہی نہیں ہوتا۔ کیا ہمت ہے میری کہ جہاں حال حال تک اردو لازمی طور پر پڑھائی جاتی تھی۔ اسی یونیورسٹی کے طلبا کے سامنے اردو اچھی طرح نہ جانتے ہوئے بھی اردو میں تقریر کرتے کھڑا ہوں۔ دنیا میں بہت کچھ تبدیلیاں ہو رہی ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی ان میں سے ایک ہے کہ میں اردو میں تقریر کر رہا ہوں۔ اگرچہ کہ میں اردو سے اچھی طرح واقف نہیں ہوں۔ خیر اب میری تقریر سنیئے اور غور سے سنیئے۔

میں ابھی ابھی حیدرآباد آیا ہوں۔ یہاں کی تہذیب کے لیے نیا ہوں لیکن اردو سے میری پرانی دوستی ہے۔ اردو کا مجھے بہت دل سے شوق ہے جب جب میں جیل گیا۔ میں وہاں اردو سیکھنے کی کوشش کرتا تھا۔ لیکن جو کچھ سیکھتا تھا جیل سے باہر نکلتے ہوئے جیل والوں ہی کو دے ڈالتا تھا اور اردو سے بھی رہائی پا لیتا تھا۔ ۱۹۳۰-۱۹۳۲-۱۹۴۰-اور ۱۹۴۲ میں ایسا ہی ہوا۔ آج میں حیدرآباد میں حاضر ہوں اور جو کچھ یہاں سیکھ رہا ہوں۔ اسے نہ جانے ہوسی ہندی کے سیلاب میں بہا دینا پڑے یا زندگی کے سفر میں اپنا ہم سفر بنا لینا پڑے۔ آئندہ کا حال خدا جانے۔ مجھے امید تو ہے کہ اس دفعہ اردو مستقل طور پر ہی میرے ساتھ رہ جائے گی۔ مجھے خوشی ہے کہ حیدرآباد کے ادبی ماحول کو دیکھ کر میں نے اردو ”الف“ ب سے نہیں شروع کی بلکہ اردو کے مشہور ... بادشاہ مرزا غالب کو اپنا پہلا زبان کا استاد بنایا۔ آپ کو تو معلوم ہی ہے کہ آپ کے جگر میں تیر لے رہا ہوں۔ مقبول غالب ہے۔

"کہتا ہوں سچ کہ جھوٹ کی عادت نہیں مجھے"

اردو شاعری سے مجھے بہت دلچسپی ہے۔ اور میں اردو سیکھنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ اور اردو کے بارے میں میری دقتوں کو اس موقع پر ظاہر کرنا چاہتا ہوں۔ تلگو میں مذکر ہے یا غیر مذکر۔ مونث نہیں بنگالی میں تو نہ مذکر ہے نہ مونث۔ تلگو میں ہاتھ۔ گیسو۔ چشم۔ دفتر ریلوے اسٹیشن۔ کتاب۔ گھی۔ موتی۔ یہ سب غیر مذکر ہیں۔ لیکن اردو میں ہر لفظ کی ایک جنس مقرر ہے۔ اگر یہ تقسیم جسمانی طور پر ہو تو جنس دیکھ کر بتائی جا سکتی ہے۔ رحمان نے روٹی کھائی۔ اور بلقیس نے پھل کھایا۔ اس فرق کو سمجھنا مشکل نظر آتا ہے۔ اسی وجہ سے میں کبھی مونث کو مذکر اور مذکر کو مونث بول دیتا ہوں اور جب میں کسی پر مونث سمجھ کر نظر ڈالتا ہوں اور وہ مذکر بن کر میرے سامنے آتی ہے تو مجھے بڑی شرمندگی ہوتی ہے۔ رتھ کے بارے میں غالب صاحب نے جو مذاحیہ قطعہ کہا ہے وہ تو آپ کو معلوم ہی ہوگا۔ میری دوسری دقت "نے" کے بارے میں ہے۔ یہ باریکیاں جنوبی ہند والوں کی نظر میں غیر موزوں ہیں ان مشکلوں کو حل کرنے کے لیے کیا کیا جانا چاہیئے میں نہیں کہہ سکتا۔ آپ لوگ سوچیں۔

آپ جب اردو پڑھتے ہیں تو آپ کی نظر دائیں سے بائیں طرف جاتی ہے لیکن جب تلگو یا انگریزی پڑھتے ہیں تو نظر دائیں طرف جاتی ہے۔ اس لیے اردو کے طلبا زیادہ آزادی سے جس طرف چاہیں نظر گھما سکتے ہیں

ان کی نظر وسیع ہوتی ہے اور آنکھوں کی قوت بھی بڑھی چڑھی ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے شاندار دو شاعروں کی نظر پسِ پردہ بھی بہت کچھ دیکھ لیتی ہے۔ سہ

ہزار جام تصدق ہزار میخانے
تیری نظر کی لطافت شراب کیا جانے

اردو شاعری میں مجھ کو بہت لطف ملتا ہے۔ چاہے وہ عشقِ حقیقی ہو یا عشقِ مجازی۔ مگر وہ عشق ہی ہے۔ اس عشق کے بارے میں بہت نزاکت سے بہت لطافت سے اور کبھی کبھی بہت شرارت سے۔ شاعروں نے بہت کچھ کہا ہے۔ معشوق خدا ہے۔ یا گرو ہے۔ یا کوئی حسین مہ جبین، دل شکن نازنین۔ خدا جانے۔ مگر ہے وہ معشوق۔ اور وہ ہمارے لیے کافی ہے۔ میں تھوڑی بہت سنسکرت بھی جانتا ہوں اور تلنگو اور بنگالی سے بھی واقف ہوں۔ عاشقانہ معاملات جس طرح ان زبانوں میں پیش کیے گئے ہیں جانتا ہوں لیکن جب اردو شاعری پڑھتا ہوں تو مجھے نظر آتا ہے کہ یہاں انداز بیان اور ہے۔ فارسی اور اردو میں دل کی باتیں جتنی عمدگی سے بتائی گئی ہیں۔ اتنی عمدگی سے دوسری ہندوستانی زبانوں میں نہیں بتائی گئی ہیں۔ یہاں خواہش ہے۔ انتظار ہے۔ اضطراب ہے۔ دل شکنی ہے۔ خونِ جگر ہے لختِ دل ہے اور آخری منزل میں وحشت ہے۔ سودا ہے جنوں ہے اور سب سے آخر میں ذہانت اور ذہنیت میں تڑپنا بھی ہے

یہ سب دلچسپی کی چیزیں اور کہیں نظر نہیں آتیں - اردو میں معشوق بے دل ہے ظالم ہے - قاتل ہے - کافر ہے - بت ہے - بے وفا ہے - ہرجائی ہے - اور کیا ہے - کیا نہیں ہے پتہ نہیں ہے - افسوس کی بات ہے کہ معشوق خنجر بکف قاتل کی شکل میں نظر آتا ہے - کچھ نعمتیں بھی ہیں جو اردو شاعری سے ہمیں ملتی ہیں محفل ہے - میخانہ ہے - جام ہے - شراب ہے - مستی ہے - ہشیاری ہے اور تو یہ شکل ساقی بھی ہے - شاعری میں اور کونسی نفیس چیزیں درکار ہیں؟ غم دل کے بارے میں تو کچھ کہنا ہی نہیں - کبھی کبھی مجھ کو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اردو شاعری اور اردو لغات میں وصل کی کوئی جگہ نہیں - عاشق ہمیشہ جدائی کی مصیبتوں میں مبتلا رہتے ہیں - اور اس کے بھی مزے لوٹتے ہیں -

اسلام میں سجدہ صرف خدا کو جائز ہے - شجر اور حجر کو سجدہ حرام ہے مگر یار کے نقش قدم دیکھ کر عاشق سجدہ کرنے سے تامل نہیں کرتے اگرچہ کہ وہ اسلام کے پابند ہوتے ہیں - اصل میں بت پرستی جائز نہیں لیکن عشاق کے مذہب میں - ہاتھ آیا تو بت - ہاتھ نہ آئے تو خدا ہے -

اردو شاعری میں نصیحت دینے والے شیخ صاحب کی بہت خبر لی گئی ہے - وہ بیچارے کیا کریں - سارے شاعر مذاق کے تیروں سے ان پہ حملہ کرتے ہیں - مگر شیخ صاحب اتنے معصوم بھی نہیں - ان کی نگاہیں جنت کی حوروں کے ہونٹوں کو تاکتی ہیں - مگر وہ اس عالم میں دل کے دشمن بنے رہتے ہیں - وہ کچھ بھی نہیں سنتے - وہ دل مل کر محبت کے

نغمہ میں مست ہو جائیں۔

ایک اور بات میں آپ کو بتاتا ہوں کہ اردو شاعری میں معشوق کے دِل کی حالت بیان نہیں کی جاتی۔کیا معشوق کے دل میں طوفان نہیں اٹھتے؟۔تڑپ امنگیں اور آرزوئیں نہیں ہوتیں؟ ان کا دل بھی۔دِل ہی تو ہے۔سنگ وخشت نہیں۔مگر اس منظر سے ہم محروم رہتے ہیں۔اس نقاب کو اٹھا کر معشوق کے دِل کا حال بتانے والے شاعر بھی ہم کو چاہیں۔

یہ تمام دل کی باتیں آپ طلبا کے لیے نہیں ہیں۔آپ کا موسم بہار تو آنے والا ہے۔اُس وقت آپ کے دِل کی کلیاں بھی پھول بن کر مہکیں گی۔اب تو آپ کو دماغ کی باتیں سوچنا چاہیے۔آپ کے پروفیسر اور لکچرر اسی ذہنی تربیت کے لیے یہاں مقرر ہیں۔جب تک آپ یہاں ہیں۔ان کی رہنمائی اور ہدایت کے مطابق راہ عمل پر قدم زن رہیے۔

ہماری خوش نصیبی ہے کہ ہمارے زمانے میں ایسی انقلابی تبدیلیاں ہوئی ہیں۔جن کا اثر صدیوں تک پھیلنے والا ہے۔پچھلے دس سال میں سیاسی معاملات تیزی سے بدلتے رہے ہیں اور آیندہ دس۔بیس سال میں ممکن ہے اور بھی تبدیلیاں ہوں۔جو کچھ ہو۔آپ ہمیشہ ہشیار رہیں۔اور آنے والی تبدیلیوں کا استقبال کرنے کے لیئے

تیار رہیں۔

میں بڑی مسرت کے ساتھ اس اردو انجمن کا افتتاح کرتا ہوں۔ میرے لیے یہ فخر کی بات ہے کہ یہ کام میرے سپرد کیا گیا۔ میں تہہ دل سے آپ کا شکرگزار ہوں۔ آپ سبھوں کے لیے میری بہترین تمنائیں ہیں اور دعا ہے کہ آپ زندگی کی ہر منزل میں کامیاب رہیں اور ملک کی قوت کے لیے سپاہی کی طرح کام کریں۔

جے ہند